حرف وسخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

اعلام الموقعین کے روشنی میں سنت رسول اللہ ﷺ سے کتاب اللہ کی تخصیص کا تحقیقی اور تطبیقی جائزہ

A research and applied review of the appropriation of the Kitab Allah from the Sunnah of the Messenger of Allah ﷺ in the light of the declaration of the signatories

☆عصمت اللہ : پی ایچ۔ڈی اسکالر، اسلامک سٹڈیز، قرطبہ یونیورسٹی

☆☆ڈاکٹر مشتاق احمد : پروفیسر ڈاکٹر مشتاق احمد، نگران مقالہ قرطبہ یونیورسٹی

ABSTRACT

(1) Introduction of appropriation in the light of Imam Ibn Al-Qayyim's Book of Amal al-Muqaddain (2) Application forms of appropriation (3) Definitions of appropriation (4) Can the book of Allah be specified with Khabar Wahid? (5) The interpretation of the generality of the Book of Allah and the opinions of the Hanafi principles (6) The classification and interpretation of the rulings among the Hanafi jurists (7) In what forms is the interpretation of the Book of Allaah permissible? (8) In which cases is it not permissible to specify the Book of Allah? The above points have been reviewed for research, application and knowledge.

Keywords :Ibn Al-Qayyim's Amal al-Muqaddain, appropriation, interpretation, Hanafi principles, Book of Allah

تخصیص القرآن بالسنۃ۔کتاب اللہ کی تخصیص سنت کیساتھ۔

إن تخصیص القرآن بالسنۃ جائزکمااجمعت الأمۃ على تخصیص قولہ--- لاتنکح المرأۃ على عمتها والاعلى خالتها الخ

کتاب اللہ کی تخصیص سنت رسول اللہ ﷺ کے ذریعہ جائزہے۔جیساکہ امت نے اجماع کیاہے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے تخصیص پر" وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ"[1] یعنی حلال ہے تمہارے لئے وہ جو ان کے علاوہ ہیں نبی ﷺ کے فرمان کیساتھ کہ "لاتنکح المرءۃ"یعنی نکاح نہیں کیا جائے گا عورت کیساتھ اس کی پھوپھی پر اورنہ اس کی خالہ پر،اوراللہ تعالیٰ کے قول "یُوصِيكُمُ اللَّهُ فِي أَوْلَادِكُمْ"[2] نبی ﷺ کے قول کیساتھ کہ "لایرث المسلم الکافر"کہ مسلمان کافرکاوارث نہیں

---

[1]۔القران 4 : 24۔

[2]۔القران:4:11۔

حرف وسخن HARF-O-SUKHAN Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

بن سکتا۔اوراللہ تعالیٰ کے عموم کو کہ وہ"وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا"[3] نبی ﷺ کے قول کیساتھ کہ"لاقطع فی ثمرو لاکثر "[4]یعنی نہیں ہے کاٹنا پھل میں اور نہ کھجور کے گابھے میں۔

اور اسکے بہت نظائر موجود ہیں اور جب تخصیص جائز ہو گی (ثابت ہو گئ)اوروہ بعض اس حکم کو اٹھانا ہے جس سے نص کے معنی میں کمی کرنا ہے۔

پس یہ کہ جائز ہو وہ زیادت جو نص کے مدلول میں سے کسی چیز کے اٹھانے کیلئے متضمن نہ ہو،اورنہ اس کے نقصان کو متضمن ہو پس یہی اولی ہے اور لائق بھی ہے۔

یہاں سے امام ابن القیم رحمہ اللہ نے اصول فقہ کا ایک معرکہ الآراء مسئلہ بیان کیاہے اوروہ یہ ہے کہ کیا کتاب اللہ کی تخصیص سنت رسول اللہ ﷺ کیساتھ جائز ہے؟

امام ابن القیم رحمہ اللہ کے ہاں جائز ہے جیسے کہ انہوں نے امت کی اجماع پیش فرمایاہے۔

تخصیص کا تعارف،اوراس کی اطلاق اور تطبیق:

تخصیص "باب" تفعیل سے ہے جس کا معنیٰ ہے،خاص کرنا اوراصطلاح میں تخصیص کا معنی امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے یوں تعریف کی ہے"وَهُوَ رَفْعُ بَعْضِ مَا تَنَاوَلَهُ اللَّفْظُ، وَهُوَ نُقْصَانٌ مِنْ مَعْنَاهُ"[5]

یعنی تخصیص یہ ہے کہ نص کا لفظ جس حکم کے مفہوم کو شامل ہے۔اس کے بعض حصے کو اٹھانا اور یہ تخصیص نص کے معنیٰ کو کم کرنا ہے۔

اسی طرح بعض علماء اصولیین نے تخصیص کی تعریف یوں کیاہے کہ"کسی دلیل کی بنیاد پرعام کواس کے بعض افرادتک محدود کیاجاتاہے اورعام میں شامل بعض افراد کواس سے خارج کیاجاتاہے اسی کوعام کی تخصیص اور خصوص کہاجاتاہے۔[6]

[3]۔القرآن5: 38۔

[4]۔ابو عیسی،محمدبن عیسی الترمذی ،سنن ترمذی،ابواب الحدود،باب ماجاء لاقطع فی ثمرولاکثر ،رقم الحدیث 1449۔

[5]۔امام ابن القیم الجوزیہ، اعلام المؤقعین ۔ج2ص228۔

[6]۔الدکتور عبدالکریم بن علی النملۃ ،المہذب فی اصول الفقہ المقارن ،الطبعۃ الثالثہ (ریاض: مکتبۃ الرشد،،2016 م)۔
ج3ص1072۔

کتاب اللہ کی عموم کی تخصیص کا اطلاق و تطبیق:

امام ابن القیم رحمہ اللہ کے ہاں کتاب اللہ کی عموم کے تخصیص سنت رسول اللہ ﷺ کی ذریعہ جائز ہے۔۔ اورانہوں نے اسی پر اجماع امت کاذکر کیاہے کہ امت کا اتفاق ہے اس بات پر کہ تخصیص مذکور جائز ہے اور پھر انہوں نے چند مثالیں برائے تطبیق ذکر کئے ہیں کہ ایسی تخصیص واقع بھی ہے۔

1۔مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایاہے" وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ"[7]یعنی تمہارے لئے حلال کئی گئی ہیں وہ عورتیں جوان مذکورہ کے علاوہ ہیں تو یہاں پر یہ حکم عام تمام عورتوں کو۔لیکن اس حکم عام کو سنت رسول اللہ ﷺ کیساتھ تخصیص آیاہے کہ "لاتنکح المرءۃ علی عمتھاولا خالتھا"یعنی جب کسی مرد کے نکاح میں ایک عورت ہو تواس مرد کیلئے جائز نہیں کہ وہ مرد اس عورت منکوحہ کی پھوپھی کیساتھ نکاح کرے جس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک مرد اپنے نکاح میں پھوپھی اور بھتیجی کو جمع نہیں کرسکتا۔

اسی طرح اگرکسی مرد کے نکاح میں ایک عورت ہو تواس کیلئے جائز نہیں کہ وہ مرد اس عورت کے خالہ کیساتھ نکاح کرلے۔۔۔جس کا مطلب یہ ہوا کہ کوئی مرد ایک نکاح میں خالہ اور بھانجی کو جمع نہیں کرسکتا۔

2۔مثال:دوسری مثال عموم کتاب اللہ کی تخصیص سنت کی ذریعہ امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے یہ پیش فرمایاہے کہ قرآن میں ہے" وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَٰلِكُمْ"[8] یعنی اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے اولاد کے بارے میں پختہ حکم فرمایاہے۔اور میراث سب اولاد کو شامل ہیں خواہ مسلم ہو یا کافر۔۔۔لیکن سنت رسول ﷺ نے حکم میراث کو مسلمان کیساتھ خاص کرکے کافر کو خارج از حکم کرلیا۔

3۔مثال: تطبیق انہوں نے عموم کتاب اللہ کی تخصیص میں اللہ تعالیٰ کا قول ذکر کیاہے کہ" وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا"[9] یعنی چوری کرنے والامرد اور چوری کرنی والی عورت پس کاٹ دوان کے ہاتھوں کو۔

اس آیت سے طریقہ استدلال یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم عام فرمایاہے کہ جب کوئی مرد یاعورت چوری کرے توان کے ہاتھ کاٹ دوخواہ چوری تھوڑی ہو یازیادہ سب کو عام ہے۔لیکن سنت رسول اللہ ﷺ کی ذریعہ اس عام حکم کی تخصیص ہوئی کہ "لا قطع فی ثمر ولا کثر"یعنی ہاتھ کاٹ نہیں ہے پھل میں (جب غیر محفوظ ہو) اور گابھے میں۔

توحدیث رسول اللہ ﷺ نے عموم کتاب اللہ کو ان دونوں (پھل اور گابھے) کے علاوہ کیساتھ خاص کردیا۔

7۔القرن24:4۔

8۔القرن24:4 ۔

9۔القران38:5۔

خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کسی نے ان دو چیزوں کو چرا لیا۔۔۔ تو اس پر قطع ید نہیں ہے۔[10]

تبصرہ:

مذکورہ بالا عبارت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

1۔ تو یہ بات واضح ہوئی۔۔۔ کہ امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ کے ہاں کتاب اللہ کے عام کو خبر واحد کی ذریعہ اس تخصیص جائز بھی ہے اور ثابت بھی ہے۔

2۔ بات یہ کہ امام موصوف نے اپنی اس دعوی کے بارے میں فرمایا۔۔۔ کہ یہ صرف میرا مسلک نہیں بلکہ اس پر امت کے مجتہدین علماء کا اجماع ہے۔

3۔ یہ کہ انہوں نے باقاعدہ اپنے مدعیٰ پر بطور دلیل کے چند تطبیقی مثالیں پیش کر دیئے ہیں۔

اب آگے امام ابن القیم رحمہ اللہ کے مذکورہ باتوں کی تحقیقی جائزہ لیا جائے گا۔

کتاب اللہ کی تخصیص:

اب سوال یہ ہے کہ فقہاءؒ کے ہاں کتاب اللہ کے عام حکم کو خبر واحد کی ذریعہ تخصیص ہو سکتی ہے کہ نہیں؟

امام ابن حاجب فرماتے ہیں کہ "تخصیص القرآن بالمتواتر جائز اتفاقا، وأما بخبر الواحد فقال لجوازہ الائمۃ الاربعۃ و قال ابن ابان من الحنفیۃ رحمہم اللہ انما یجوز اذا کان العام قد خص من قبل بدلیل قطعی مفصلا کان او متصلا و قال الکرخی رحمہم اللہ انما یجوز اذا کان العام قد خص من قبل بدلیل، منفصلا قطعیا کان او ظنیا۔[11]

یعنی کتاب اللہ کی عموم کی تخصیص خبر متواتر کی ذریعہ بالاتفاق جائز ہے اور خبر واحد کی ذریعہ فقہاء اربعہ رحمہم اللہ کے ہاں جائز ہیں۔

اور فقہاء حنفیہؒ میں سے عیسی بن ابان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کہ عام کی تخصیص خبر واحد کی ذریعہ اس وقت جائز ہے کہ جب عام میں پہلے سے دلیل قطعی کی ذریعہ تخصیص ہو چکی ہو، خواہ کلام متصل کیساتھ ہو یا منفصل کیساتھ۔

اور امام ابالحسن کرخی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔۔۔ کہ عام کی تخصیص جائز ہے جب عام میں تخصیص ہو چکی ہو، پہلے سے دلیل کی ذریعہ بشرطیکہ کلام منفصل ہو خواہ وہ دلیل مخصص (خاص کرنے والا) قطعی ہو یا ظنی۔

اسی طرح امام عبدالحی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "واما بخبر الواحد فقال بجوازہ الائمۃ الاربعۃ رحمھم اللہ"[12] یعنی خبر واحد سے عام کی تخصیص ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کے ہاں جائز ہے۔

---

[10]۔امام ابن القیم الجوزیہ ،اعلام المؤقعین،ج2 ص536۔

[11]۔ابو عمر عثمان بن عمر ابن حاجب(م646) مختصر الاصول،(بیروت:مکتبہ دار الفکر،2017ء) ص،235۔

[12]۔ابو الحسنات ،محمدعبدالحی ،الکھنوی(م1886ء) غیث الغمام،طبع سوم،(کراچی :دار القرآن و العلوم الاسلامیہ،2010م)۔271۔

اسی طرح امام غزالی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ "لایعرف خلافابین القائلین بالعموم فی جوازتخصیصہ بالدلیل"[13]

یعنی عموم کے کہنے والوں کے درمیان اس بات پر اختلاف ہمیں معلوم نہیں کہ اس کی تخصیص دلیل کیساتھ جائز ہے۔

کتاب اللہ کی عمومات کے تخصیص اور نسخ:

اس سے پہلے عبارات میں امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ کے کتاب "اعلام المؤقعین عن رب العالمین" کی روشنی میں تخصیص کا تعارف، تطبیق واطلاق کا جائزہ لیا گیا۔۔۔پھر عام فقہاء رحمہم اللہ کے مسالک ومواقف باحوالہ جات ذکر ہو گئیں۔اب آگے امام ابن القیم الجوزیہ رحمہ اللہ نے جس مسلک کے طرف لطیف اشارہ کیا ہے وہ تقریبا حنفی فقہاء رحمہم اللہ ہیں اس لئے ان کا زاویہ نگاہ ذکر کرنا اس لئے بھی ضروری ہے۔کہ جب ان فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا نکتہ نظر بمع دلائل ہم ذکر کریں گے تو چند فوائد حاصل ہو جائیں گے۔

1۔یہ کہ جس طرح امام موصوف اور جو ان کیساتھ اس کے موافق ہیں ان کے مواقف سامنے آگیں تو اسی طرح فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نکتہ نظر بھی واضح ہو کر سامنے آجائے گا۔

2۔یہ کہ فقہاءؒ کے لطیف اور عمیق نظری کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ کے باہمی تعلق کا وہ بھی طشت ازبام ہو جائے۔

3۔یہ کہ فقہاء حنفیہؒ پر یہ تحفظ (الزام) ہے کہ وہ سنت کو محض رائے کی ذریعہ قرآن کے مقابل بنا کر ان کو رد کرتے ہیں۔

4۔یہ کہ فقہاء حنفیہؒ کے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے درمیان باہمی حسن ترتیب اور تعلق پایا جاتا ہے وہ دیگر مسالک میں شاید نہ ہو۔

5۔یہ کہ اس سے فقہاء حنفیہؒ کے درمیان دلائل کا درجہ بندی بھی بحسن وخوبی معلوم ہو جائے گا۔

اس لئے کہ اگر ایک ہی حکم کے بیان میں کتاب اللہ کے نصوص اور آحادیث کے درمیان کسی بھی حوالہ سے کوئی تفاوت تعارض اوراختلاف نظر آئے۔۔۔مثال کے طور پر کتاب اللہ میں کوئی حکم عموم کے الفاظ میں بغیر کسی قسم کے شرائط وقیودات کے بغیر بیان ہو چکا ہو، جبکہ احادیث میں اس عموم کے دائرے میں آنے والے بعض صورتوں کا حکم قرآن سے مختلف بیان کی جائے۔۔۔تو ایسی صورت میں حکم کی تعبیر کا کیا طریقہ کار ہو گا؟

اس اصولی سوال کے جواب میں فقہاء حنفیہؒ کے اصولیین کتاب اللہ کے بیانات نوعیت کے لحاظ دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں۔

1۔یہ کہ وہ بیان نص بظاہر عام ہو لیکن عموم پر اس کی دلالت قطعی اور یقینی نہ ہو بلکہ تفصیل کا احتمال رکھتا ہو۔

2۔قسم یہ کہ وہ بیان نص اپنے مفہوم اور دلالت میں بلکل واضح ہو اور مزید کسی تشریح وتوضیح کا احتمال نہ رکھے۔

---

[13]۔ابو حامد محمد بن محمد غزالی،(م505ھ)المستصفیٰ من علم الاصول،(المدینۃ المنورہ :مکتبۃ الفرقان 2018ء)۔ص143۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

پہلی قسم کے متعلق فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کا نکتہ نظریہ ہے کہ اگر شریعت نے کوئی حکم عموم کے صیغ سے بیان کر دیا ہو اور بظاہر کوئی ایسا قرینہ موجود نہ ہو۔۔۔جو اس پر دلالت کرئے کہ یہاں عموم مراد نہیں تو ایسی نص کے اپنے عموم پر دلالت متکلم کی مراد ہوتی ہے اور اس سے عموم پر استدلال کرنا درست ہوتا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر قابل اعتماد دلائل و قرائن سے یہ واضح ہو جائے کہ ان کا ظاہری عموم متکلم کی مراد نہیں تو اس ظاہری عموم کی تخصیص بھی کی جاسکتی ہے۔ حنفی اصولیین کے ہاں اس نوعیت کے بیانات کا مندرجہ ذیل صورتیں ہو سکتی ہیں۔

1۔یہ کہ کتاب اللہ و سنت ثابتہ کے حکم کا ظاہری عموم مراد نہ ہونے ہو پر امت کے اہل علم کا اتفاق ہو۔

2۔صورت یہ کہ لفظ عام میں ایک سے زیادہ معانی کا احتمال ہو یا سلف صالحین کے ہاں اس کے مفہوم سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہو۔

3۔صورت یہ کہ لفظ فی نفسہ مجمل اور محتاج بیان و تشریح ہو۔

مذکورہ صورتوں میں کتاب اللہ یا سنت رسول اللہ ﷺ کی احکام عمومی کی تخصیص خبر واحد اور قیاس کی ذریعہ ہو سکتی ہے۔

جیسا کہ امام ابو بکر الجصاص فرماتے ہیں:

و ماكان من ظاهر الكتاب او السنة قد ثبت خصوصه بالاتفاق او كان في اللفظ احتمال للمعانى،او اختلف السلف في معناه و سوغوا الاختلاف فيه و ترك الظاهر بالاجتهاد، او كام اللفظ في نفسه مجملا مفتقرا إلى البيان فان خبرالواحد مقبول في تخصيصه والمراد به، وكذلك يجوز تخصيص ما كان هذا وصفه بالقياس، وهذا عندى مذهب اصحابنا وعليه تدل اصولهم ومسائلهم۔[14]

یعنی قرآن وسنت کے جس ظاہری حکم کی تخصیص اہل علم کے ہاں ثابت ہو چکی ہو یا لفظ میں ایک سے زیادہ معانی کا احتمال ہو یا سلف نے اس کے مفہوم میں اختلاف کیا ہو اور اس (عام) میں اختلاف کی گنجائش تسلیم کی ہو اور ظاہری مفہوم کو بوجہ اجتہاد چھوڑ دیا گیا ہو، یا لفظ بذات خود مجمل اور محتاج بیان ہو، تو ایسے حکم کی تخصیص میں اور اس کی مراد طے کرنے میں خبر واحد قبول کی جائے گی۔

اسی طرح مذکورہ اوصاف کے حامل حکم کی تخصیص قیاس کے ذریعہ سے بھی کی جاسکتی ہے۔ میرے نزدیک ہی ہمارے اصحاب کا مذہب ہے اور اسی پر ان کے اصول اور مسائل دلالت کرتے ہیں۔

---

[14]۔ امام ابو بکر الجصاص، الفصول فی الاصول، ج1/ص200۔

حرف و سخن HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

فقہاء حنفیہؒ کے مذکورہ اصول کے تطبیق واطلاق:

فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کی اصول کے تطبیقی مثالیں پیش کی جاتی ہیں کیونکہ مثالوں سے ممثل لہ وضح ہو جاتا ہے تو اس کے مثال یہ ہے کہ کتاب اللہ میں بیوی کیلئے عوض دے کر شوہر سے طلاق لینے کی اجازت دی گئی ہے۔[15]

بظاہر یہاں عوض کے متعلق کوئی ایسی شرط نہیں لگائی گئی۔۔۔ کہ وہ شوہر سے وصول کے گئے مال سے زیادہ نہ ہو، کیونکہ حدیث کے مطابق نبی ﷺ نے شوہر کو زائد عوض وصول کرنے سے منع فرمایا۔

اورامام جصاص لکھتے ہیں کہ "افتدت بہ "کالفظ بھی کئ معانی کے احتمالات کا محتمل ہیں جس میں سے کسی ایک کی تعیین میں اجتہاد کی پوری گنجائش موجود ہے اس لئے سلف صالحین سے اس کی تفسیر میں مختلف اقوال منقول ہیں اس لیے خبر واحد کے ذریعے سے اس کی تخصیص کرنا درست ہے۔[16]

اسی طرح آیت" وَلَا تَنْكِحُوا مَا نَكَحَ آبَاؤُكُمْ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ"[17] کی تفسیر میں امام جصاص رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہاں پر" إِلَّا مَا قَدْ سَلَفَ"میں دو مفہوموں کا احتمال ہے ایک یہ کہ جو نکاح تم پہلے کر چکے ہو، ان پر کوئی مواخذہ نہیں۔

اوردوسرا یہ کہ جو نکاح پہلے ہو چکے ہیں، وہ بر قرار رہیں گے۔ لیکن یہ دوسرا احتمال مراد لینا درست نہیں، اس لئے کہ نبی ﷺ سے کسی ایسے نکاح کو بر قرار رکھنا ثابت نہیں، چاہئے وہ جاہلیت میں ہوا ہے۔[18]

اسی طرح کتاب اللہ میں مال غنیمت کے متعلق یہ عمومی حکم دیا ہے کہ غنیمت کا پانچواں حصہ مخصوص مصارف کیلئے الگ کرکے باقی چار حصے مجاہدین میں تقسیم کر دی جائیں۔[19]

اگر اس آیت کے ظاہری مفہوم کو دیکھا جائے تو جنگ کے نتیجے میں فتح ہونے والی اراضی کا حکم بھی یہی بنتا ہے کہ ان کا خمس نکال کر باقی زمینیں مجاہدین میں تقسیم کر دی جائیں، لیکن چونکہ متواتر روایات سے یہ بات ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مواقع پر مفتوحہ اراضی کو مجاہدین میں تقسیم کرنے کے بجائے سابقہ مالکوں کی ملکیت کو بر قرار رکھا، اس لئے اس تخصیص کو ساتھ ملا کر یہ نتیجہ اخذ کیا جائے گا کہ حکمران وقت کو مفتوحہ زمینوں کے متعلق مذکورہ دونوں اختیار حاصل ہیں۔[20]

---

[15]۔ القرآن۔2: 229۔

[16]۔ امام ابو بکر الجصاص، احکام القرآن، ج1ص395۔

[17]۔ القران4 : 22۔

[18]۔ امام ابو بکر الجصاص، احکام القرآن للجصاص، ج2ص122۔

[19]۔ القران9: 41۔

[20]۔ شیخ سلیم اللہ خان، کشف الباری عمافی صحیح البخاری، کتاب المغازی ص198

حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

نوٹ:

مذکورہ مثالوں میں چونکہ قرآن کے بیان کی دلالت قطعی اور صریح نہیں ،اس لئے فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے خبر واحد کے ذریعہ سے اس کے ظاہری مفہوم کی تخصیص کو قبول کیاہے۔ لیکن امام جصاص رحمہ اللہ نے یہاں ایک اہم نکتہ کی طرف اشارہ کیاہے بلکہ ایک سوال کاجواب سے دیاہے کہ یہاں جس جس حدیث کی ذریعہ تخصیص ہوئی، کیایہ دلیل مخصص (خاص کرنے والا) بیان کی قبیل سے ہے یانسخ کے قبیل سے ؟

توانہوں نے جواب فرمایاہے کہ مذکورہ صورتوں میں سے دلیل مخصص اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ صیغہ عام سے تمام افراد مراد نہیں، بلکہ بعض افراد مراد ہیں۔ گویااس نوع کی تخصیص، نسخ نہیں کی، بلکہ یہ از قبیل بیان سے ہو گا۔[21]

فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بھی عام کے حکم کی تخصیص کیلئے ضروری ہے کہ جس حدیث کی بنیاد پر تخصیص کی جارہی ہے، وہ خبر واحد نہ ہو، بلکہ خبر مشہور و مستفیض ہو یااگر خبر واحد ہو۔۔۔تواس کیلئے یہ شرط ہے کہ اس کو فقہاء امت کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہو، مختصر یہ کہ جمہور فقہاء کے ہاں ہر خبر واحد جو صحت کی شرائط پر پورااترتا ہو، کتاب اللہ کے احکام میں کسی بھی قسم کی تبدیلی یااضافہ کر سکتا ہے۔ لیکن فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس غرض کیلئے خبر واحد کافی نہیں بلکہ خبر واحد مشہور درکار ہے جس کو امت کے اہل علم سے تلقی بالقبول حاصل ہو۔[22]

سنت رسول ﷺ کے ذریعے کتاب اللہ کی احکام کے تنسیخ:

حنفی علماء علم اصول فرماتے ہیں:

کہ کتاب اللہ اور سنت دونوں ایک دوسرے کے حکم کو منسوخ کرسکتے ہیں۔۔۔ اس لئے کہ یہ بات مسلم شدہ ہے کہ قرآن مجید میں بہت سی آیات نازل ہوچکی تھیں۔ جن کے الفاظ کو بعد میں اللہ کے حکم سے اس میں نکال دیا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ ان آیات کو کتاب اللہ سے نکالنے کا حکم خود قرآن میں نازل نہیں ہوا، بلکہ اس کے علاوہ وحی کے ذریعے سے نبی ﷺ کو حکم دیا گیا۔ جب قرآن کے الفاظ کو قرآن سے خارج کسی وحی کی ذریعے منسوخ کرنے پر کوئی اشکال نہیں تو قرآن میں بیان ہونے والا کسی حکم کو قرآن سے خارج کسی وحی یعنی سنت کے ذریعے منسوخ کرنے پر کوئی اشکال اوراعتراض نہیں ہوناچاہیے کیونکہ یہ دونوں نسخ ہی کی صورتیں ہیں۔

---

[21]۔ امام ابو بکر الجصاص، الفصول فی الاصول، ج1ص142۔

[22]۔ مذکور ج1ص74۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

چونکہ جمہوراصولیین بمع امام ابن القیم الجوزیہ رحمہم اللہ تخصیص کی صورت کو تبیین کانام دیتے ہیں اوران کے نزدیک بطوراصول سنت کتاب اللہ کے کسی حکم میں تبدیلی نہیں کرسکتے۔۔لیکن فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ اس نوع کو "تعیین" کے بجائے تغییر اور "نسخ" کانام دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ کتاب اللہ کا حکم اگر مجمل یا کسی پہلو سے محتمل، تواخبارآحاد کے ذریعے سے اس کی تفصیل اور تعیین کو" تبیین" کی حیثیت سے قبول کیاجائے گا۔لیکن اگرکتاب اللہ کابیان بذات خودواضح ہوتواس میں تخصیص یازیادت کوبیان نہیں کہاجاسکتا،بلکہ وہ "نسخ" کی ایک سورت ہوگی۔[23]

اس لئے فقہائے حنفیہ بھی اخبارآحادسے جواز تخصیص کی قائل ہیں۔

فقہائے حنفیہؒ کے ہاں احکام کی درجہ بندی کے لحاظ سے تطبیقی صورتیں:

مثال کے طورپر قرآن کریم میں ہے" فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ"[24]

لیکن احادیث نبویہ ﷺ میں بہت سی تفصیلات ملتے ہیں جیسے وضوء ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا،منہ دھوئے ہوئی کلی کرنااورناک میں پانی ڈالنا،اعضاءوضوء کو تین مرتبہ دھونا،داڑھی کاخلال کرنا،اسی طرح کانوں کامسح کرنا۔[25]

لیکن فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ ان میں سے کسی چیزکو بھی صحت وضوء کیلئے شرط اورلازم نہیں سمجھتے ہیں بلکہ ان کو مستحب کے درجے میں قبول کرتے ہیں۔۔۔انہی اصولوں پرفقہاءحنفیہ رحمہ اللہ نے(تغریب عام)یعنی علاقہ بدرکرنے کوکنوارے زانی کی سزاکالازمی حصہ تسلیم نہیں کیا،حالانکہ عبادۃ بن صامت رضی اللہ عنہ کی روایت میں بیان ہواہے کہ"عن عبادة بن الصامت رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ البکربالبکرجلدمائۃ وتغریب عام"[26]

یعنی رسول اللہ ﷺ نے کنوارے زانی کی سزاسوکوڑے اورایک سال کی سزاکوبصورت جلاوطنی بیان فرمائی۔

اس لئے فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک زانی کیلئے جلاوطنی کی سزامحض ایک تعزیری حکم ہے جس کے نفاذیاعدم نفاذ قاضی اورامام وقت کے صوابدید پرہے۔اوریہاں سے فقہاءحنفیہ رحمہم اللہ کاطریقہ استدلال یہ ہے کہ کتاب اللہ کاحکم زانی کیلئے صرف سوکوڑوں کی سزابیان کرنے کے حوالے سے بالکل واضح اورقطعی ہے۔اوراس سزاپرکوئی اضافہ کسی قطعی دلیل کے بغیرنہیں کیاجاسکتاان کے رائے میں کتاب اللہ نے جس سزاکے بیان پراکتفاءکیاہے وہی اصل سزاہے اوراس پرکوئی اضافہ کرناکسی قطعی دلیل کے بغیرکتاب اللہ کی نسخ کومستلزم ہوگاجوکہ خبرواحدسے نہیں ہوگاالبتہ وہ زانی کوجلاوطن کرنے کوایک صواب دیدی سزاکے طورقبول کرتے ہیں اوران کے نزدیک اگرقاضی کسی مجرم کی آوارہ کشی کودیکھتے ہوئے اس کواس علاقے میں

---

[23] ۔مذکور

[24] ۔القران 6:5۔

[25] ۔ محمد ابن اسماعیل بخاری،کتاب الوضوء،باب الوضوء،رقم الحدیث 159 /ابوعیسی ،محمد ابن عیسی الترمذی،ابواب الطہارت،باب فی التسمیۃ عندالوضوء،رقم الحدیث،121۔

[26] ۔مسلم ابن الحجاج القشیری،صحیح مسلم،کتاب الحدود،باب الزانی،رقم الحدیث 1995۔

رہنے کو باعث خطرہ سمجھے یا مزید تنبیہ یا اصلاح کی غرض سے اسے گھر سے دور اور اعزہ و اقرباء کی حمایت سے محروم کرنے کو بھی قرین مصلحت دیکھے تو وہ سو کوڑے لگانے کے بعد اسے بطور تعزیر جلاوطن کر سکتا ہے۔[27]

بعض مثالوں میں فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ حدیث سے ثابت بعض زائد احکام کو دلائل اور قرائن کی روشنی میں مستحب سے بڑھ کر واجب کے درجے میں قبول کرتے ہیں جو کہ فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک فرض سے کم تر ایک درجہ ہے۔

تطبیقی مثال یوں ہے کہ کتاب اللہ میں نماز کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ" فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ"[28]

لیکن احادیث نبویہ ﷺ نے سورت فاتحہ کی قرائت کے بغیر نماز کو نامکمل قرار دیا۔[29]

اس لئے فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے ان روایات کی بنیاد پر سورت فاتحہ کو نماز کے فرائض میں شمار نہیں کیا۔ ان فقہاء کا نکتہ نظر یہ ہے کہ کتاب اللہ میں نماز کے دوران میں کسی تعیین کے بغیر مطلقاً قرآن کی تلاوت کا حکم دیا گیا ہے حالانکہ سورت فاتحہ کی قراءت کو فرض قرار دینا کتاب اللہ کی حکم کے نسخ کو لازم ہے جو کہ خبر واحد سے نہیں ہو سکتا لہٰذا اس صورت میں جمہور فقہاء حنفیہ رحمہم اللہ نے یوں تطبیق دی ہے کہ نماز میں قرآن مجید کے کسی بھی حصے کی قراءت فرض ہے جس کے بغیر نماز بالکل اداء ہی نہیں ہو گی۔

حالانکہ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اگر سہواً رہ جائے تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی ہو سکتی ہے یہاں بھی فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا طریقہ استدلال یہ ہے کہ حکم یا حکم کا جتنا حصہ بھی قطعی الثبوت نص سے ثابت ہے اس کو فرض کا اور ظنی الثبوت نصوص سے ثابت حکم کو واجب کا درجہ دیا جائے گا۔[30]

فقہائے حنفیہ کے اصول کی روشنی میں ایک اور تطبیقی مثال

جیسے کہ امام کاسانی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ رکوع اور سجود میں سکون اور اطمینان کا حکم بھی ہے کہ سورت البقرۃ "وارکعوا مع الراکعین"[31] کی روشنی میں نفس رکوع و سجود کی حالت میں اطمینان اور سکون کا حکم چونکہ حدیث نبوی ﷺ سے ثابت ہے اس لئے اس کو وجوب کا درجہ دیتے ہیں جس کے ترک سے نماز کلیتاً باطل نہیں بلکہ ناقص شمار ہوتی ہے۔[32]

27۔ امام ابوبکر الجصاص، احکام القرآن، ج3ص256 /طحاوی، شرح معانی الآثار، کتاب الحدود، باب حدالبکر فی الزانی، ج3ص137۔

28۔ 20:73۔

29۔ محمد ابن اسماعیل البخاری ،صحیح البخاری، کتاب الآذان، باب وجوب القراءۃ فی الصلوات کلھا، رقم الحدیث 756۔

30۔ امام السرخسی ،المبسوط ،ج1 ص19۔

31۔ القرآن 2: 43۔

32۔ ابوبکر ابن مسعود ،الکاسانی، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، (بیروت: دارالکتب العلمیہ 1406ھ) ج2 ص129۔

حرفِ سخن
HARF-O-SUKHAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

تبصرہ:

1۔ ماقبل عبارت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے یہ احکام کے درجہ بندی کا بنیاد وہ عمیق و گہرا نظر ہے نصوص پر اور اسی طرح ہر نص کا جس طرح قطعیت اور ظنیت میں فرق ہیں اسی طرح ان سے مستنبط احکام کے اختلاف کو بھی ضرور مستلزم ہونا چاہیئے تا کہ دلائل اور احکام میں بحسن وخوبی موافقت ثابت ہو جائے۔

2۔ اور اسی طرح غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنت سے ثابت بعض احکام کو مستحب جبکہ بعض کو واجب قرار دیتے ہیں۔

3۔ فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ ہر حکم کے اسلوب بیان اور اس کے متعلقہ قرائن کو ملحوظ رکھتے ہیں اور انہی کی روشنی میں طے کرتے ہیں کہ کون سا حکم شارع کو واجب کے درجے میں مطلوب ہے اور کون سا حکم مستحب ہے۔

4۔ اسی طرح یہ بھی معلوم ہوا کہ کتاب اللہ کے مجمل احکام کی تفصیل وتوضیح اور کتاب اللہ کے ظاہری عمومیت کی تحدید وتقیید کے حوالے سے سنت کی اہمیت اور اس کا عملی کردار فقہائے اسلام کے ہاں مسلم ہے۔

5۔ اسی طرح کتاب اللہ کے محتمل عمومات سے متعلق فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا نکتہ نظر یہ معلوم ہوا کہ اگر کتاب اللہ یا سنت ثابتہ کے حکم کا ظاہری عموم مرادنہ ہونے پر امت کے اہل علم متفق ہوں یا لفظ میں ایک سے زیادہ معانی کا احتمال ہو، یا سلف صالحین کے ہاں اس کے مفہوم سے متعلق اختلاف پایا جاتا ہو یا لفظ فی نفسہ مجمل ہو اور محتاج بیان ہو تو صور مذکورہ میں کتاب اللہ یا سنت کے احکام کے عموم کی تخصیص خبر واحد یا قیاس کے ذریعے کی جاسکتی ہے۔

6۔ اسی طرح اگر کتاب اللہ کا بیان خود واضح ہو، اور کسی بیان کا محتاج نہ ہو، اور سنت قرآن کے حکم کی تحدید یا اس میں کوئی اضافہ کر رہی ہو، تو فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے نزدیک اس طرح کی تمام تحدیدات وتخصیصات اور زیادات کو نسخ کا عنوان دیا جائے گا۔۔۔ اور ایسی تخصیص کو قبول کرنے کیلئے شرط یہ ہے عائد کرتے ہیں کہ جس حدیث کی ذریعہ تخصیص کی جارہی ہے وہ خبر واحد نہ ہو، بلکہ خبر مشہور و مستفیض ہو، اگر خبر واحد ہو تو اس کو امت کے ہاں تلقی بالقبول حاصل ہو۔

6۔ اسی طرح اگر کتاب اللہ کے حکم میں تخصیص یا زیادت بیان کرنے والی حدیث کو تلقی بالقبول حاصل نہ ہو، تو فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ وہ کتاب اللہ کے ظاہری حکم کو برقرار رکھتے ہوئے احادیث کی تاویل اور تشریح اس طرح سے کرتے ہیں جس سے تعارض ختم ہو جائے۔

7۔ اسی طرح کتاب اللہ اور سنت میں توفیق وتطبیق کیلئے فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ یہ طریقہ بھی اختیار کرتے ہیں کہ فقہی درجے کے اعتبار سے کتاب اللہ کے حکم اور سنت کے حکم میں فرق کر لینا ضروری ہے تا کہ کتاب اللہ کے حکم کو اولیت کا درجہ اور سنت کو ثانوی درجہ حاصل ہو۔

8۔ اسی طرح اگر کتاب اللہ کا حکم محتاج بیان بھی نہ ہو، اور اہل علم کے اتفاق سے اس حکم میں کسی پہلو سے بھی تخصیص ثابت نہ ہو، اور کتاب اللہ اور سنت کے بیان میں ظاہری کوئی موافقت وتطبیق بھی ممکن نہ ہو، تو فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کے ہاں ایسے حکم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.8 No.1 2024

کی تخصیص خبر واحد یا قیاس کی ذریعہ جائز نہیں بلکہ ایسی صورت فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ کتاب اللہ سے متعارض اخبار آحاد کو ترک کر دیتے ہیں۔